تمام اقطاعِ عالم میں عیدالاضحیٰ

حج کے ایامِ معدودات کی متابعت و مطابقت میں منائی جانی چاہیے

ڈاکٹر سید معین الدین قادری

کبھی کبھی ہمارے یہاں یہ بحث چھڑتی ہے کہ ساری دنیا میں عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ ایک ہی دن کیوں نہیں منائی جاتی۔ فاضل مقالہ نگار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عید اضحیٰ دنیا کے معتدبہ حصہ میں حج کے 'یوم النحر' ہی میں منائی جا سکتی ہے اور منائی جانی چاہیے۔ انھوں نے مدیر کے نام اس سلسلہ میں ایک خط بھی لکھا ہے۔ اس میں حال ہی کی ایک خبر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علماء جامعہ ازہر نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ سارے کرۂ ارض پر عیدین کی نمازیں ایک ہی دن ہوں۔ ڈاکٹر محمد سعید طنطاوی نے اس فتویٰ کی تصدیق کی ہے۔ مصر کی حکومت نے ساری دنیا میں اپنے سفیروں کو ہدایت کر دی ہے کہ جہاں کہیں رویت ہلال ہو جائے حکومت کو فوری اطلاع دی جائے تاکہ ساری دنیا میں رمضان اور عیدین کا آغاز ایک ہی دن ہو سکے۔ مفتی اکبر نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اگر انڈونیشیا میں چاند نظر آتا ہے تو مراکش تک سبھی ممالک میں رمضان کا آغاز ہوگا اور اسی طرح سب کا ایک ساتھ عیدین منانا 'مستحن اور مسنون' ہے۔ اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے محترم مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ عیدالفطر تو منصوص احکام کی بنا پر مقامی رویت پر موقوف ہے البتہ عیدالاضحیٰ کو ایامِ معدودات کی متابعت و مطابقت میں ادا کرنے کے روشن امکانات ہیں پھر بھی ایک ہی وقت میں عید منانے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ اس لیے کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ البتہ توافق ایام اوقات کا لحاظ کرتے ہوئے ممکن ہے۔ علماء مصر نے مستحن اور مسنون اور واجب کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ ان کا مفہوم واضح نہیں ہے۔"

محترم مضمون نگار نے اپنی رائے دلائل کے ساتھ پیش کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ علماء دین اور ماہرین فن ان کی رائے کا تنقیدی جائزہ لیں اور اپنے خیالات سے استفادہ کا موقع فراہم کریں۔ تحقیقات اسلامی میں اس کی اشاعت اسی غرض سے ہوئی ہے۔ ہمیں اہل علم کی رایوں کا انتظار رہے گا۔ (جلال الدین)

دین کی ساری عبادتیں شریعت کے احکام اور فقہ اسلامی کے قواعد وضوابط کی پابند ہوتی ہیں۔ اسلام کے دوارکان ماہ وایام پر موقوف رکھے گئے ہیں۔ نہ ہم ان تواریخ میں تغیر وتبدل کرنے کے مجاز ہیں اور نہ مقرر کردہ اوقات میں تقدیم وتاخیر کے۔ صیام کے لیے پورا ماہ رمضان "ایام معدودات" قرار دیا گیا ہے اور حج کے لیے ذوالحجہ کے 'یوم العرفہ' یوم النحر اور ایام تشریق کو "ایام معدودات" کہا گیا ہے۔ اسلام کے ماہ وسال قمری تقویم کے پابند ہیں اور تواریخ وایام کا تعین رویت ہلال پر منحصر ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ (البقرہ: ۱۸۹)	"تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا۔ کہہ دے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے واسطے۔"

اس طرح ماہ صیام اور حج کو رویت ہلال پر موقوف رکھا گیا ہے۔ رمضان سے متعلق قرآن کا حکم بالکل غیر مبہم و واضح ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ: ۲: ۱۸۵)	"تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے تو ضرور اس ماہ کے روزے رکھے۔"

اس نص صریح کے ساتھ رمضان سے متعلق حدیث کا بیان بھی بالکل واضح ہے:

"صوموا لرویته وافطروا لرویته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین۔"	"یعنی صوم رمضان کی ابتدا رویت ہلال سے ہو اور ماہ صیام کا اختتام بھی ہلال عید کی رویت پر ہو۔ اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر ہی نہ آئے تو شعبان کے تیس دن مکمل ہونے کے بعد روزوں کا آغاز کر دیا جائے۔"

رمضان کے سلسلہ میں آیت محکم موجود ہے اور حدیث اس کی مبیّن ہے لہٰذا اس مسئلہ میں قطعی طور پر دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ ماہ صیام اور عید الفطر، دونوں ہی مقامی، رویت ہلال پر موقوف ہیں۔

لیکن عید اضحیٰ کا مسئلہ عید الفطر سے قدرے مختلف ہے۔ رویت ہلال ان دونوں عیدوں میں قدر مشترک ہے لیکن عید اضحیٰ کا تعلق اصلاً ایام حج سے ہے۔ حج کے مناسک عرفات، مزدلفہ، منیٰ اور مکہ میں ادا کیے جاتے ہیں۔ مناسک حج کے مکلف تو حجاج ہی ہیں لیکن عید اور ایام تشریق کی حرمت وعظمت کا پاس ولحاظ رکھنا کرہ ارض پر بسنے والے تمام ہی مسلمانوں پر واجب ہے۔ یہ "ایام معدودات" ام القریٰ کی رویت ہلال پر منحصر وموقوف ہیں۔

ایام حج کی تقدیس وتعظیم

ان ایام معدودات کی تحریم وتکریم سے متعلق قرآن میں واضح احکام وہدایات ہیں۔ ان کی عظمت وحرمت کے پاسبان سبھی مسلمان ہیں خواہ وہ حجاج ہوں کہ غیر حجاج، عربی ہوں کہ عجمی اور ام القریٰ میں رہنے والے ہوں کہ دنیا کے کسی دور دراز کونے میں۔

مہینوں کی تحریم سے متعلق قرآن کا حکم ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ (البقرہ ۲: ۱۹۷)

یعنی "حج کے چند معلوم مہینے ہیں (غرہ شوال سے ذوالحجہ کی دسویں رات تک۔۔شبیر احمد عثمانیؒ) پھر جس نے ان ایام معلوم میں حج کی نیت کرکے اسے لازم کرلیا تو (حالت احرام میں) نہ عورت سے بے حجاب ہونا جائز ہے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑنا جائز ہے۔

اللہ کی مقرر کردہ ترتیب ہو یا عبادات کی انجام دہی کے دن تاریخ اور اوقات ہوں ان کی عظمت وتقدیس کی تاکید کو منصوص کردیا گیا ہے۔ کما قال اللہ عزوجل

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ

"یعنی" پھر قربانی کے بعد وہ اپنے جسم کا میل کچیل دور کردیں (یعنی احرام اتاردیں)

الْعَتِيْقِ ○ ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ (الحج ۲۲: ۳۰-۲۹)

نیز اپنی نذریں پوری کریں اور اس خانہ قدیم (یعنی خانہ کعبہ) کے گرد پھیرے پھر لیں۔ تو دیکھو حج کی بات یوں ہوئی اور جو اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حرمتوں کی عظمت مانے تو اس کے لیے اس کے پروردگار کے حضور بڑی ہی بہتری ہے"۔ (ترجمان القرآن جلد ۲ صـ۵۰۸ مولانا ابوالکلام آزاد)

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ٹھیرائی ہوئی حرمتوں کا احترام ہم پر واجب ہے اسی طرح "شعائرُاللہ" کی عظمت کا پاس ولحاظ بھی تقویٰ کا اقتضاء اور اس کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ (الحج ۲۲: ۳۲)

یعنی جو شخص دین خداوندی کے ان مذکورہ یادگاروں کا پورا لحاظ رکھے گا تو ان کا یہ لحاظ رکھنا خدائے تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے"۔ (مولانا تھانوی)

اس آیت کی تفسیر میں "عبداللہ بن عباسؓ" فرماتے ہیں قربانی کے اونٹ شعائرُاللہ سے ہیں۔ محمد بن ابی موسیٰ فرماتے ہیں عرفات میں ٹھیرنا اور مزدلفہ، رمی جمار، سر منڈوانا اور قربانی کے اونٹ یہ سب شعائرُاللہ میں ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ارشاد ہے کہ ان سب سے بڑھ کر بیت اللہ شریف ہے (ابن کثیر جلد ۳ صـ۲۲) شعائرُاللہ اور حرمات اللہ کی عظمت وتوقیر تقویٰ کا ثبوت ہے اور تقویٰ ساری عبادات کی بنیاد ہے۔ اِنّما الاعمالُ بالنّیات نیت کا خلوص اور خشیت الٰہی ہی وہ حقیقی نذرانۂ عقیدت ہے جو بارگاہ ربّ العزت میں باریاب ہوتا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ○ (الحج: ۳۷)

یعنی اللہ کو نہ تو قربانی کے جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ لہو۔ البتہ تمہارے تقویٰ کی پیشکش ضرور پہنچتی ہے۔

بہر حال اللہ کی مقرر کی ہوئی دینی علامات ہوں، مقامات مقدسہ ہوں یا عبادات فرائض کی انجام دہی کے لیے مختص کیے ہوئے ماہ وایام اور تواریخ واوقات ہوں، ان سب کی تقدیس وتحریم

اطاعت کا لازمہ اور تقوی کا اقتضا رہے۔ ان مقرر کردہ احکام میں حج کی عبادات کی تکمیل کے لیے مختص کیے ہوئے "ایام معدودات" بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں اور ان کی عظمت کا پاس و لحاظ رکھنا نہ صرف حجاج کرام پر بلکہ تمام مسلمانان عالم پر واجب ہے۔

ایام معدودات

جس طرح قرآن نے "اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ" کہہ کر حج کے مہینے مقرر کر دیے ہیں اسی طرح مناسکِ حج کی ادائی کے لیے چند دن مقرر کر دیے ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ (البقرہ ۲۰۳) اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے چند دنوں میں۔

یعنی یہ گنتی کے مقررہ چند دن ہیں جو تمہیں اللہ کی یاد میں گذارنے چاہئیں اور پھر ارشاد ہے وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ (البقرہ ۱۹۸) دوسری آیت میں ان مقررہ دنوں کو "فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ سورہ حج کی آیت ہے:

وَلِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (الحج: ۲۸)	تاکہ وہ خود دیکھ لیں ان فائدوں کو جو (ان قربانیوں میں) ان کے لیے رکھے گئے ہیں اور وہ ان چند مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر (بوقتِ ذبح) اللہ کا نام لیں جو اس نے انھیں (اپنے فضل سے) بخشے ہیں۔

گویا حج کی عبادات کی انجام دہی کے لیے چند مخصوص دن مختص کر دیے گئے ہیں اور حجاج پر یہ لزوم ہے کہ وہ تمام مناسک حج، احکام کی ترتیب کے لحاظ سے، اوقات و ایام کے اسی مقررہ دائرہ میں رہتے ہوئے ادا کریں۔ یہ معدودے چند ایام جو سبھی کو معلوم ہیں وہ مشتمل ہیں یوم العرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق پر۔ یہی وہ مقدس ایام ہیں جو "ایام معدودات" اور "ایام معلومات" کے مشارٌ الیہ ہیں۔

یہ امر تو بدیہی ہے کہ صرف وہی لوگ ان ایام کی پابندی کے مکلف ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو زمرۂ حجاج میں شامل کرالیا۔ ان پر تو احکام کے مطابق یہ پابندی ہے کہ احرام باندھ کر ۹ ذوالحجہ کو میدان عرفات میں دن گذاریں عرفات کے قیام کے بعد مزدلفہ میں شب بسر کریں، وہاں سے

گجردم منیٰ کی طرف کوچ کریں۔ منیٰ کے سہ روزہ قیام میں پہلے دن رمی جمار کے بعد یوم النحر کی مصروفیات میں قربانیاں بھی ہیں، قصر یا حلق کے بعد احرام اتارنا، غسل کرنا اور نذر ہوں تو ان کو پورا کرنا اور پھر طواف زیارت سے فارغ ہونا سبھی مصروفیات ہیں۔ سورۂ حج کی ۲۹ ویں اور ۳۰ ویں آیات نے ان مناسک کی ترتیب بتلادی ہے۔ ان مناسک کی ادائی میں احکام کی ترتیب اور ایام و اوقات کی پابندی کے مکلف تو یقیناً حجاج کرام ہیں اگر وہ ان مقررہ و معلوم ایام میں نامناسب تقدیم و تاخیر کے مرتکب ہوجائیں تو فریضہ حج کی اضاعت ہی کا احتمال پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن عید اضحیٰ کا منانا تو تمام مسلمانان عالم پر واجب ہے اور اس عید کی مقدس مصروفیات انہی حج کے ایام معدودات کے دائرہ تک محدود رہتی ہیں۔ جب حجاج میدان عرفات میں ہوں تو اس وقت غیر حجاج عرفہ کا مسنون روزہ رکھتے ہیں۔ یوم النحر کو نماز عید سے فارغ ہوکر قربانیاں کی جاتی ہیں اور اس کا سلسلہ صاحب استطاعت لوگوں کے پاس ایام تشریق کے آخری دن قبل از عصر تک جاری رہتا ہے۔ ایام تشریق اور عید کے دن روزہ ممنوع ہے۔ یہ ایام خوشی کے اظہار اور عزیز و اقارب اور فقراء و مساکین کی ضیافت کے لیے مختص کردیے گئے ہیں اور یہ سب امور عبادات میں شامل ہیں۔ ان ایام میں ہر نماز کے بعد تسبیح و تہلیل کی مصروفیات بھی مسلمانوں پر واجب ہیں۔ گویا "وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ" کے بشکل دیگر غیر حجاج بھی ایسے ہی مکلف ہیں جیسے کہ مناسک حج کی ادائی کے لیے حجاج مکلف ہیں۔ تکلیف شرعی میں تعمیم کی یہ کیفیت ہمارے موضوع بحث سے قریبی تعلق رکھتی ہے۔

حج کے لیے اُمّ القریٰ کا اذن عام کیا حجاز و عرب تک ہی محدود ہے یا سارے عالم کے لیے ندائے عام ہے؟

ایام حج کا تعین قطعی طور پر رویت ہلال پر منحصر ہے۔ موثق و معتبر ذرائع سے ہمیں اس کا علم ہے کہ علم الفلکیات کے حسابات اور آبزرویٹری کے آلات کی مدد سے مشاہدہ کرکے رویت کا اعلان نہیں کیا جاتا بلکہ مکہ کے کھلے افق پر چشم دید رویت کے بعد ہی باضابطہ اعلان کیا جاتا ہے۔ چونکہ حج کا محل وقوع ام القریٰ کی ارض پاک ہے اس لیے حج کے ایام بھی فطری طور پر حجاز ہی کی رویت پر موقوف ہوں گے۔ حج کی مقدس خدمات کی سربراہی کی سعادت روز اول ہی سے مکہ والوں کی قسمت میں لکھ دی گئی ہے۔ فریضۂ حج کی یہ خدمات سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ ہی سے نسلاً بعد نسلٍ انہی اہل مکہ کے ذریعہ انجام پارہی ہیں۔

اسوہ ابراہیمی اور شریعت محمدی کی متابعت میں مکہ کی موجودہ امارتِ شرعیہ ہی اس امر کی مجاز ہوگی کہ وہ مکہ کی رویت ہلال کی روشنی میں ایام حج کا تعین کرے۔ جب امارت شرعیہ کی طرف سے رویت ہلال کی شہادت کی تصدیق ہو جاتی ہے اور اس مصدّقہ شہادت پر مسلم حاکم کی مہر توثیق ثبت ہو جاتی ہے تو پھر مکہ والوں کا یہ اذن عام عالم اسلامی کے لیے قابل تعظیم اور واجب التعمیل ہو جاتا ہے۔ یہ اذن عام سنتِ ابراہیمی کی یادگار ہے: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۝ (الحج ۲۲: ۲۷)

یعنی کھلے عام لوگوں میں حج کی منادی کر دو تو لوگ تمہاری طرف دور دور سے پاؤں پاؤں چل کر اور دبلے دبلے تھکے ماندے اونٹوں پر بیٹھے طویل مسافتیں طے کر کے آئیں گے۔

مفسرین عظام نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "آپ کی آواز ساری دنیا میں گونج گئی ....اور ہر اس شخص نے جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا بآواز بلند لبّیک پکارا (تفسیر ابن کثیر ج۳ سورہ ۲۲) ندائے ابراہیمی کا عربستان کی وادیوں سے آگے نکل کر دنیا کی دور دور کی گھاٹیوں میں گونج جانا بیشک ایک اعجاز تھا اور آج اسی اعجاز کی جدید تعبیر یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے جب رویت ہلال کا اعلان ہو جاتا ہے تو عصری ذرائع ابلاغ سے یہ منادی دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جاتی ہے اور سارے عالم کے مسلمانوں کو امّ القریٰ کے "ایام معدودات" کا بالیقین علم ہو جاتا ہے۔ حجاج کرام اپنے مناسک حج کی تواریخ و ایام سے واقف ہو جاتے ہیں اور مکہ و مدینہ اور عربستان سے لے کر سارے عالم کے مسلمان عید الاضحیٰ کے نظام العمل سے اتنے ہی یقین کے ساتھ واقف ہو جاتے ہیں جیسے قرب و جوار کے لوگ واقف ہوتے ہیں۔ حج کے یہ "ایام معدودات" سارے عالم اسلام کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔ حضرت خلیل اللہ کی دعا بھی یہی تھی۔

فَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ (ابراہیم: ۳۷)

بار الٰہا تو لوگوں کے قلوب کو اپنے بیت عتیق اور ارض مقدس کی طرف متوجہ کرنے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور آیات قرآنی کے اشارۃ النص اور اقتضاء النص سے یہی امر متبادر ہوتا ہے کہ حج کے لیے ام القریٰ کی منادی حجاز و عرب تک محدود نہیں ہے

بلکہ یہ ایک عالم گیر اذنِ عام ہے۔ جن کو بھی یہ ندا پہنچے یا تو وہ حج کے لیے لبیک کہے اور رخت سفر باندھ لے یا پھر عزم حج نہیں رکھتا تو اپنی توجہات کو مرکزِ اسلام کی طرف مرکوز کر کے عیدالاضحیٰ کی عبادات کو اسی نظام العمل کے مطابق بجالانے کی کوشش کرے جو حج کے "ایام معدودات" کے زیادہ سے زیادہ مطابق و موافق ہو۔

اگر ہم ام القریٰ کے اذن عام کو سارے عالم کے لیے منادی کے مترادف قرار دیں تو پھر مقامی رویت ہلال پر مکہ کی رویت ہلال کو مرجح قرار دینا پڑے گا۔ عیدالاضحیٰ کی حد تک مکہ کی رویت کو سارے عالم کے لیے مرکزی اہمیت دینے میں کوئی فقہی اصول تو غالباً مانع نہیں ہے۔ البتہ اس سے جو عملی دشواریاں رونما ہوں گی ان پر اس طرح غور ہونا چاہیے کہ اس عید کی عبادات میں تشکیک و تذبذب کی کیفیات یا کوئی اور اہم بات خلل انداز نہ ہو۔ اس کی تفصیلی بحث اگلے صفحات پر آئے گی۔ فی الحال ہمیں اس نکتہ پر اپنی توجہ مرکوز کرنی ہے کہ ایام حج کے "ایام معدودات" سے توافق و تطابق پیدا کرنے کے لیے ام القریٰ کی رویت کو سارے عالم کے لیے مستند و قابل قبول قرار دیں یا دیگر مہینوں کے معمول کی طرح ذوالحجہ میں بھی مقامی رویت ہلال کو برقرار و مرجح سمجھیں۔

نویں اور دسویں ذوالحجہ کو مکہ کے شرقی و غربی دور دراز علاقوں میں ایام حج کے مترادف قرار دینا محل نظر ہے

ہم قارئین کرام کی توجہ اس نکتہ کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن نے ایام حج اور شعائراللہ کی حرمت و عظمت پر بہت زور دیا ہے۔ مناسک حج ادا کرنے کے سارے مقامات اشیاء اور ایام سب قابل تعظیم و تکریم ہیں اور تمام مفسرین کی متفقہ رائے ہے کہ "ایام معدودات" کے مشارٌ الیہ یہی ایام تشریق ہیں جن میں بالترتیب مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں۔ یہ ایام 'بانی حج سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہی کے زمانہ سے چلے آرہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوۂ ابراہیمی میں، ایام جاہلیت کے دوران جتنے مشرکانہ رسوم داخل ہو گئے تھے ان کو منسوخ فرما کر اصلی مناسک کا احیاء فرمایا اور اپنے اصحاب کو اس کی تعلیم دینے کے علاوہ حجۃ الوداع میں بنفس نفیس ان تمام مناسک کو عملاً کر کے بتلادیا۔ اس طرح یوم العرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں جس پر اللہ کی مہر توثیق ثبت ہو گئی ہے: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۚ (المائدہ ۵: ۳)

یہ ایام معدودات، شارع علیہ السلام کے متعین فرمادینے کے بعد، شریعت محمدی کا جزو لاینفک بن چکے۔ نہ ان میں کوئی تغیر و تبدل اس کے بعد ممکن رہا اور نہ عبادات کی ادائی میں ان ایام میں تقدیم و تاخیر کا کوئی مجاز ہے۔ حجاج کرام تو سختی کے ساتھ بالالتزام انہی ایام میں مناسک حج ادا کرتے ہیں۔ مکہ مدینہ والے، سارے عربستان والے اور ام القریٰ کے ہم مطلع مقامات کے تمام مسلم باشندے انہی "ایام معلومات" کی مناسبت و مطابقت میں مسنون روزے بھی رکھتے ہیں، یوم النحر کے مطابق ہی عید مناتے ہیں اور حجاج کی طرح، ایام تشریق میں تسبیح و تہلیل کے ساتھ ملاقاتوں اور ضیافتوں کی خوشیاں بھی مناتے ہیں۔

کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ام القریٰ کے مشرق بعید مغرب بعید کے باشندے بھی مکہ کے اوقات سے توافق پیدا کرکے ایام معدودات ہی کی مناسبت سے اپنے اپنے مقام پر عید کی عبادات کریں اور مقامی رویت کی ۹ اور ۱۰ تاریخوں کو ترک کرکے مکہ کی رویت کے مطابق اس عید اور ان "ایام معدودات" کی حد تک اپنے آپ کو ڈھال لیں۔ نظریہ تطابق اوقات کی بحث آگے آئے گی۔

ذوالحجہ کی نو اور دس تاریخ کو مکہ کے ایام حج کے مترادف قرار دینے سے ہماری عیدالاضحیٰ کی عبادات میں جو تناقض کی صورتیں رونما ہورہی ہیں ان کو حقائق و شواہد کی روشنی میں مختصراً قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تو وہی ان امور متنازعہ کے بہترین ناقد ہوں گے۔

ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ میں، یعنی گذشتہ سال، دلی میں رویت ہلال مکہ کے ایک دن بعد ہوئی اور حیدرآباد دکن میں دو دن بعد رویت ہلال کمیٹی نے بجزم و احتیاط، رویت کا اعلان کیا۔ حسبہٖ حیدرآباد کے مسلمانوں نے یوم عرفہ کے دو دن بعد عرفہ کا مسنون روزہ رکھا اور منیٰ میں یوم النحر کے دو دن بعد عید کی نماز پڑھ کر قربانیاں کیں۔ انہی دنوں ریڈیو سے براہ راست حج کا آنکھوں دیکھا حال اور خطبات سنائے جارہے تھے اور ٹیلیوژن کے ذریعہ وہاں کے حالات بھی بتلائے جارہے تھے۔ یوم النحر میں قربانیوں کے مناظر دیکھ کر حیدرآباد کے روزہ دارں نے محسوس کیا کہ یہ تو عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ حرام ہے! قربانیاں تو ایام تشریق میں کبھی بھی کی جاسکتی ہیں لیکن یوم النحر یا ایام تشریق میں روزہ رکھنے پر انھوں نے کراہیت ضرور محسوس کی اور استفسار و استفتار کا سلسلہ جاری رہا۔

یہ تو ماضی بعید کے نہیں صرف گذشتہ سال کے واقعات تھے جن کی یادیں ابھی

تازہ ہیں اور مباحث کا سلسلہ جاری ہے۔ فرض کیجئے کہ مغرب بعید کے کسی مقام پر جس روز رویت ہلال ہوئی اس کے ایک روز بعد مکہ میں ذوالحجہ کی رویت کا اعلان ہوتا ہے۔ اس ملک میں ذوالحجہ کی ۹ اور ۱۰ تاریخیں مکہ سے ایک روز قبل ہی قرار پائیں گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ملک کے لوگ حجاج کے میدان عرفات میں داخل ہونے سے ایک روز قبل ہی عرفہ کا مسنون روزہ رکھ سکتے ہیں اور کیا منیٰ میں یوم النحر کے ایک روز قبل ہی یہ عید منا سکتے ہیں؟ جب تک فقہائے کرام اس مسئلہ کا تشفی بخش جواب نہ دیں مسلمانان عالم کو اطمینان نہ ہوگا۔ مقامی رویت پر حصر کر کے ۹ اور ۱۰ مقامی تاریخوں کو بنیاد بنایا جائے تو حج سے پہلے عید منانے میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن عید اضحیٰ کی عبادات کو حج کی متابعت میں منانے کا تصور ہی فی نفسہ اصلی، دینی یا شرعی تصور قرار دیا جائے تو پھر یوم النحر سے پہلے کی عید باطل قرار پاتی ہے۔ اگر فقہی زاویۂ نگاہ سے ہمارے ایسے عمل سے افساد و ابطال کے مسائل ابھرتے ہیں تو پھر مقامی رویت کی بنا پر مکہ سے شرقاً غرباً دور دراز مقامات پر ذوالحجہ کی ۹ اور ۱۰ تاریخوں کی اہمیت کا فقہی اعتبار سے ٹھیک ٹھیک تعین ہو جانا چاہیے۔ یقین ہے کہ فقہائے کرام حالات حاضرہ کی روشنی میں اس مسئلہ پر ضرور غور فرمائیں گے۔

ایام حج سے توافق و تطابق پیدا کرنے میں عصری ذرائع ابلاغ کا رول

وہ ممالک جو مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں ہیں ان کے مابین نظریۂ توافقِ ایام کا اطلاق ایک حد تک قابل عمل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کو عالم گیر بنیاد پر وسعت دینے کی کوشش کی جائے تو یہ بات بظاہر عجیب اور معقولیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ سوال یہ کیا جاتا ہے کہ دور دراز ممالک میں بسنے والے مسلمان، عید اضحیٰ کے ایام و اوقات کو مکہ معظمہ کے ایام معدودات کے مطابق کیسے ڈھال سکتے ہیں جبکہ ان مختلف ممالک کی رویت ہلال، ان کے طلوع و غروب کے اوقات اور ان کے لیل و نہار کی گردشیں اتنی مختلف ہیں کہ جب مکہ میں آفتاب طلوع ہوتا دکھائی دیتا ہے تو امریکی براعظم کے غربی ساحل کے شہروں، سان فرانسسکو اور لاس اینجلیز میں اس وقت وہ غروب ہوتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح جب یوم النحر کو منیٰ کے مقام پر قربانیاں کی جارہی ہوتی ہیں تو اس وقت کرۂ ارض کی دوسری جانب الاسکا میں لوگ رات کی آغوش میں محو خواب ہوتے ہیں۔ فلکیات

اور جغرافیہ کے طبعی کیفیات پر مبنی ایام و اوقات کے ان مستقل و دائمی اختلافات کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اقطاع عالم کے تمام مسلمان عید الضحیٰ کے موقع پر مکہ کے ایام معدودات کی مناسبت سے اپنے مقامی ایام کو ڈھال لیں اور ایام تشریق کی عبادات کو "ایام معلومات" کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں؟ یہ امر بظاہر مشکل ہی نہیں بلکہ محال نظر آتا ہے۔ مگر اس کو کیا کیجیے کہ اسلام کے بعض عالمگیر مسائل جغرافی حدود و قیود سے بے نیاز اور سیاسی حدبندیوں سے ماورا ہوتے ہیں: لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ (النور ۲۴:۳۵) زیر نظر مسئلہ بھی کچھ ایسی ہی آفاقی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ "ایام معدودات" کی عظمت و تحریم کے منصوص ہونے کی بنا پر سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے یہ ایام قابل توقیر و تکریم ہیں۔ یہ اس "ذبح عظیم" کے یادگار دن ہیں جن کو اللہ پاک نے دین کا ایک رکن بنا کر بار بار ان کی یاد کو تازہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ○ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○ (الصّٰفّٰت:۱۰۹ - ۱۰۶)

چونکہ یہ ایام فی نفسہ پرعظمت ہیں اور ان کی عظمت صرف حجاج ہی تک محدود نہیں بلکہ عید الضحیٰ کی شکل میں تعمیم کے ساتھ سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے بھی انہی ایام میں قابل تعظیم و تکریم ہیں اس لیے ہم قارئین کی توجہ صرف اس امر پر مرکوز کرانا چاہتے ہیں کہ عید الضحیٰ کے سلسلہ میں ام القریٰ کو مرکز بنا کر ہم اپنی عید کی عبادات حتی الامکان انہی ایام کی متابعت میں منانے کی کوشش کریں جبکہ وہ منیٰ اور مکہ میں منائے جا رہے ہوں۔

ہماری رویت ہلال کی کمیٹیوں نے جب ٹیلیفون، ٹیلکس اور ٹیلی پرنٹر کی اطلاعات کو قبول کر ہی لیا ہے تو اب انھیں دیگر الکٹرانک ذرائع ابلاغ کو قبول کرنے میں کوئی عذر شرعی نہیں ہونا چاہیے۔

لائیو ٹیلیکاسٹ کے ذریعہ عرفات و منیٰ میں انجام پانے والے مناسک حج کا آنکھوں دیکھا حال پیش کیا جاتا ہے اور ریڈیو کی براہ راست دبرموقع نشریات سے ان کی فوری توثیق بھی ہوتی جاتی ہے۔ ان اطلاعات سے ہم کو مکہ کے "ایام معدودات" کا فوری اور قطعی و یقینی علم ہو جاتا ہے۔ ان ذرائع ابلاغ کی اطلاعات اور مکہ کے اخبارات کو شرعی شہادت کی موثق شکل دینے کے لیے دور دراز ممالک کی حج کمیٹیاں سعودی حکومت سے براہ راست استفسار کریں تو انھیں آن کی آن میں ٹیلکس یا الیف۔اے۔ اکس کے ذریعہ جوابات بھی مل سکتے ہیں۔

جس دین میں رویت ہلال کے لیے چند معتبر لوگوں کی "شہادت علی الرویۃ" اور سارے ملک

کے لیے "شہادت علی اقتضاء" کافی ہو جاتی ہے تو پھر وہاں ان ذرائع ابلاغ کی موثق و مصدقہ خبروں کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

کیا ہم ایسی شہادتوں کی بنا پر حج کے "ایام معدودات" کو اپنے اپنے ملک میں ایسے ہی "ایام معلومات" تصور نہیں کر سکتے جیسے کہ مکہ مدینہ والے، یمن و مسقط اور امارات والے، شام و فلسطین اور مصر و سوڈان والے تصور کرتے ہیں؟ اگر ان ایام منصوص کی عظمت و توقیر کا وجوب ان ممالک کے باشندوں پر عبارۃ النص سے ثابت ہے، تو روشن امکانات پیدا ہو جانے کے بعد، اشارۃ النص اور اقتضاء النص کی بنا پر ان "ایام معدودات" کی تحریم و تکریم اسی دوران میں کیا ہم پر بھی ایسے ہی واجب نہیں ہو جاتی؟

اس سلسلہ میں یہ نکتہ بھی فقہی اہمیت کا حامل ہے کہ عصری ذرائع ابلاغ دور حاضر میں کسی خاص طبقہ تک محدود (exclusive) نہیں ہیں بلکہ عام آدمی کی رسائی میں ہیں۔ سارے عالم کے مسلمان دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو سب کے ساتھ سن سکتے اور ٹیلیویژن پر دیکھ سکتے ہیں۔ جب یہ ذرائع ابلاغ تمام متمدن ممالک میں قریہ، قریہ، دیہات، دیہات عام ہو چکے ہیں اور شہروں میں گھر گھر ان کا رواج عام ہو چکا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سارے عالم کے مسلمانوں پر یہ امر واجب ہو گیا ہے کہ وہ ام القریٰ کے معیاری وقت سے اپنے اپنے ملک کے ایام و اوقات میں توافق و مطابقت پیدا کر کے اس بات کی پابندی کریں کہ عرفہ کا مسنون روزہ اسی مناسبت سے رکھیں جبکہ عرفات میں حج کے لیے حجاج کا اجتماع ہو اور عید اضحیٰ اسی مناسب سے منائیں جبکہ منیٰ میں یوم النحر ہو اور اسی اعتبار سے اپنے ایام تشریق بھی مقرر کریں۔

ام القریٰ کے معیاری وقت اور اقطاع عالم کے دور دراز ممالک کے مابین ایام و اوقات میں توافق و تطابق کا مسئلہ:

اب تک ہماری ساری بحث قرآن کریم کی اس آیت پر مرکوز رہی کہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ[ا] اور دوسری آیت میں وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ[۲] کہہ کر مناسک حج کی ادائیگی اور عید اضحیٰ کی عبادات کو چند گنتی کے ایام میں اللہ نے محدود و محصور کر دیا ہے۔ پھر ان ایام کی بڑی عظمت و حرمت بیان کی ہے۔ اس سے یہی بات متبادر ہوتی ہے کہ ان ایام کا دائرہ فی نفسہٖ مقدس و متبرک ہے اور یہ کہ ان کی تعظیم و تکریم حجاج و غیر حجاج اور حجازی و غیر حجازی بھی

پر یکساں طور پر واجب ہے۔ اگر حجاج مناسک حج کی شکل میں اپنے فرائض بجالاتے ہیں تو غیر حجاج عید اور ایام تشریق کی عبادات کا نذرانہ پیش کر کے اپنے واجبات سے سبکدوش ہوتے ہیں۔

ملک عرب اور ام القریٰ کے ہم مطلع ممالک کے مسلم باشندے تو پہلے ہی سے ایام معدودات کے دائرے میں رہتے ہوئے عید کی عبادات ادا کرنے کے مکلف ہیں۔ ان کے لیے یہ تکلیف شرعی عبارۃ النص کی بنا پر ہے۔ ان علاقوں کے لوگ اس لیے مستوجب تکلیف ہیں کہ یہاں یہ مقدس ایام "ایام معلومات" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ام القریٰ کے معیاری وقت اور اقطاع عالم کے دور دراز ممالک کے مابین ایام واوقات میں توافق پیدا کرنے کی مساعی میں علم الفلکیات اور جغرافیہ کے نظریات ہماری پوری تائید کریں اور عصری ذرائع ابلاغ مستند و موثق انداز میں مکہ کی ان مخصوص خبروں کو دنیا کے کونے کونے میں نشر کرنے کی ذمہ داری لیں تو پھر حج کے "ایام معدودات" کی حیثیت تمام ممالک میں "ایام معلومات" جیسی ہو جائے گی۔ جب ساری دنیا میں ایسے حالات عام ہو جائیں تو پھر دنیا کے تمام ہی مسلمان ایام معدودات کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں میں عید کی عبادات ادا کرنے کے اشارۃ النص اور اقتضاء النص کی رو سے مکلف ہو جائیں گے۔

اس مسئلہ پر علمی تحقیق اور غور وفکر کی حقیر کاوشوں سے، بالخصوص سائنس اور ٹکنالوجی کی انقلابی ترقی کی موجودہ فضا میں ایسا نظر آ رہا ہے کہ ہمارے موضوع بحث کی عملی صورت گری کے روشن امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ عالمی بنیاد پر فکری و تنظیمی تحریک کی ضرورت ہے۔

فقہی اور علمی زاویہ نگاہ سے اس مسئلہ پر نظر ڈالیں تو فکر کے کچھ اور بھی گوشے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ منطقی اعتبار سے یہ مسائل قابل غور بھی ہیں اور تصفیہ طلب بھی۔ یہ مسائل تجزیاتی مطالعہ کے طالب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مسئلہ فی نفسہ ایک علٰحدہ عنوان ہے۔ ان میں طبعیات و فلکیات کے مسائل بھی ہیں اور جغرافیہ و علم ہندسہ کے مسائل بھی۔ پھر ان سب کا قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی حل تلاش کرنا بھی ہے۔ ان مسائل کا مختصر تجزیہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) ام القریٰ مریڈین کی مدد سے اقطاع عالم کے ایام واوقات کا اندازہ۔

(۲) اسلام کا تصور یوم۔

(۳) ام القریٰ کی مرکزیت اور مکہ کے یوم العید کی متابعت کو مسئلہ کی بنیاد بنایا جائے تو کیا ام القریٰ میریڈین کے شرقی و غربی ممالک کے لیے یہ کافی ہوجائے گا کہ مکہ میں دوران عید کے وقت کو معیار بنا کر ان ممالک کے باشندے اس وقت سے تطابق پیدا کرکے اپنے اپنے مقامات پر نماز عید ادا کرلیں؟ یا

(۴) صرف مکہ کے یوم العید یا یوم النحر کا مل جانا کافی ہے کہ جس سے "توافق یوم" کا عمل کرکے مقامی اوقات کے اعتبار سے اشراق و زوال کے مابین اپنے اپنے ملک میں نماز عید ادا کرلیں؟

(۵) کیا فقہی اعتبار سے یہ ضروری ہے کہ کرۂ ارض کے تمام ممالک میں عیدالضحیٰ کی نماز، مکہ کی نماز عید کے بعد ہی ہوا کرے؟ یا یہ چیز ان کے لیے مالایطاق ہونے کی وجہ سے وہ اس سلسلہ میں مکہ کی نماز عید کے اوقات کی اتباع سے آزاد ہیں۔

ان مسائل کو یکے بعد دیگرے زیر بحث لایا جائے گا۔ بحث و تحقیق کی ابتدا ر دو اہم جغرافی مسائل یعنی ام القریٰ میریڈین کی ضرورت اور اسلامی تصور یوم" سے شروع کی جائے گی۔

گرینوچ معیاری وقت : Greenwich Meam Time

عصر حاضر میں گرینوچ معیاری وقت ہی سارے عالم میں مسلمہ معیار تسلیم کیا جاتا ہے۔ گرینوچ میریڈین کو صفر طول البلد قرار دے کر اس کے شرقی و غربی طول البلد کو مثبت و منفی اصطلاحوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ ۱۸۰ ڈگری طول البلد گرینوچ مریڈین سے بارہ گھنٹے کے تفاوت پر ہے اور اسی طول البلد پر بین الاقوامی خط تاریخ (International Date Line) ہے۔ گریگورین نظام تقویم میں دن اور تاریخ کی ابتدا اسی خط سے ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم قارئین کی توجہ صرف اس امر کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ اس تقویم کی رو سے یہ ابتدار رات کے بارہ بجے ہوتی ہے۔

ماہ و سال اور شب و روز کے یہ معیارات گریگورین کیلنڈر کے ہیں جو شمسی تقویم پر مبنی ہے۔ اس وقت ساری کاروباری دنیا میں اسی کا چلن ہے چونکہ بغیر کسی اختلاف کے ساری دنیا کے لوگ اسی معیار پر عمل کرتے ہیں اس لیے اس عہد میں اسی کو بین الاقوامی کیلنڈر تسلیم کیا جاتا ہے۔

دیگر اقوام کی طرح مسلمان بھی اپنے دنیوی کاروبار اور بین الاقوامی معاملات اسی کیلنڈر

کے مطابق انجام دیتے ہیں اور کبھی ان تواریخ کو چیلنج نہیں کرتے۔ یہ ماننا پڑے گا کہ اس مسئلہ میں مسلمانوں کا اپروچ حقیقت پسندانہ غیر جانب داری پر مبنی ہے اور جس کو وہ پوری رواداری اور فراخ دلی سے صدیوں سے نباہتے چلے آرہے ہیں۔ اس اعتبار سے اس عہد میں گریگورین کیلنڈر کی حیثیت ایک مشترک بین الاقوامی کیلنڈر (Common Interna-tional Calender) کی ہوگئی ہے۔

یہ تو کسی چیز کے رواج، چلن اور عمل کی بات ہے۔ اس سے اقوام و ملل کی زندگی کے مستقل اقدار قائم نہیں ہوتے۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ملتوں کے اپروچ مختلف ہوتے ہیں۔ ان کے مستقل اقدار فی الحقیقت ان کے تصورِ حیات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہر ملت اپنی دینی بنیادوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے اور یہ دین ہی ہے جو تصورِ حیات متعین کرتا ہے۔

مسلمان بھی، گو دنیوی معاملات میں گریگورین کیلنڈر پر عمل کرتے ہیں لیکن جب دینی مسائل اور مذہبی معاملات کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہ شمسی کیلنڈر کو خیرباد کہہ کر قمری کیلنڈر سے رجوع کر لیتے ہیں کیونکہ اسلام نے اسی کیلنڈر کو بنیاد بنایا ہے اور اسلامی عبادات اسی کی روشنی میں انجام دی جاتی ہیں۔

دینی مسائل و عبادات میں بعض امور فرض عین ہیں، بعض کی حیثیت واجبات کی ہے اور بعض مستحبات ہیں۔ اس کے علاوہ بعض امور ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور ملک کے رسوم و رواج سے تعلق رکھتے ہیں۔ رمضان کے روزے اور حج کے مناسک دین کے ارکان ہیں۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ واجبات سے ہیں۔ اسی طرح یوم عاشورہ اور یوم عرفہ کے روزے مستحب و مسنون ہیں۔ جبکہ بعض امور فرض و واجب تو نہیں لیکن ثقافتی روایات کے طور پر سارے عالم میں بالالتزام و بالاہتمام منائے جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال میلادالنبی کے جلسے ہیں۔ ایسے سبھی مقدس و یادگار دن قمری ماہ و تاریخ کے حساب ہی سے منائے جاتے ہیں[۱]۔

---

[۱] التزام و اہتمام کے ساتھ کسی کا بھی دن منانے میں شرعی قباحتیں موجود ہیں۔ اسے سندِ جواز نہیں دی جا سکتی۔ یہ بات بھی غالباً صحیح نہیں ہے کہ اس طرح کے دن سارے عالم اسلام میں بالالتزام منائے جاتے ہیں۔ (جلال الدین)

ان میں بعض ایام مقامی اہمیت کے حامل ہیں اور بعض عالم گیر نوعیت کے ہیں۔ اول الذکر کی مثال عید الفطر کی ہے جو مقامی رویت ہلال پر موقوف ہے اور موخر الذکر کی بہترین مثال ایام حج اور عید اضحیٰ کی ہے جو اصلاً "ایام معدودات" کی متابعت میں منائی جاتی ہے۔

عید اضحیٰ اور ایام تشریق کو حج کے "ایام معدودات" کے دائرہ میں رہتے ہوئے منانے کا وجوب تو منصوص ہے۔ لیکن یہ حکم مقامی حد تک محدود ہے یا عالم گیر ہے' یہ مسئلہ تو اب تک عملاً مختلف فیہ ہے اور موجودہ حالات کی روشنی میں ابھی تک تصفیہ طلب ہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ابھی تک اس مسئلہ کی عالم گیریت پر موجودہ سائنس ٹکنالوجی کی ترقی اور اسٹرامی اور جغرافی نظریات کے نئے انکشافات کی روشنی میں پوری سنجیدگی سے غور ہی نہیں کیا گیا۔ اگر اس مسئلہ کی عالم گیریت کو قبول کرلیا جائے تو پھر ہم کو ام القریٰ کے ایام و اوقات سے دنیا کے دیگر ممالک کے اوقات میں تطابق و توافق پیدا کرنے کے لیے دو اہم جغرافی امور پر غور کرنا پڑے گا۔ ایک میریڈین اور بین الاقوامی خط تاریخ دوسرے "یوم کا اسلامی تصور" ان بنیادی اصطلاحات کی مختصر تشریح پیش کی جاتی ہے:

میریڈین یا صفر طول البلد

میریڈین، کوئی اٹل فطری خط نہیں ہے کہ اس کو چھیڑا نہ جائے۔ ہندوؤں نے کبھی اس خط کو اجین سے گذارا تھا۔ عیسائیوں اور یہودیوں نے بیت اللحم کو ناف زمین قرار دے کر اس طول البلد کو اپنا میریڈین قرار دیا تھا' جو اس سرزمین سے گذرتا تھا۔ موجودہ گرینوچ میریڈین برطانوی استعماریت اور سیاسی استیلا، کا نتیجہ ہے۔ ان کی شہنشاہیت میں کبھی آفتاب غروب ہی نہیں ہوتا تھا اور سمندروں پر بھی ان کی حکمرانی تھی موجودہ خطِ مریڈین گویا برطانیہ کے اس دور سطوت کی نشانی ہے۔ بہر حال یہ کوئی طبعی یا قدرتی خط نہیں ہے کہ اس کو بدلا نہ جاسکے۔

گرین وچ میریڈین کے ذریعہ بھی ہم مختلف ممالک کے مابین وقت کے تفاوت کو معلوم کرسکتے ہیں اور مکہ کے وقت سے ان میں تطابق و توافق بھی پیدا کرسکتے ہیں۔ لیکن جب شمسی ماہ و تاریخ اور مغرب کا تصورِ یوم ہی ہمارے دینی تصورات سے میل نہیں کھاتے تو پھر گرینوچ میریڈین اور بین الاقوامی خط تاریخ کو بھی ترک کردینا' ہمارے موضوع زیر بحث کے

پیش نظر زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ان کو ترک کرنے کے بعد موضوع سے متعلق جغرافی مسائل کی تفہیم کے لیے متبادل خطوط کا ہونا ضروری ہے۔ اگر موجودہ گرینوچ میریڈین اور انٹرنیشنل ڈیٹ لائن، تاریخ کے تناظر میں اور طبعیات، فلکیات اور جغرافیہ کے اعتبار سے محض ایک مزعومہ ومفروضہ خطوط ہیں تو پھر ہمیں میریڈین کو ام القریٰ سے گذارنے میں زیادہ سہولت ہوگی۔ مسلمانوں میں یہ خیال عام ہے کہ بیت اللہ ناف زمین پر واقع ہے اور دنیا میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جغرافی اعتبار سے اس میں گو کلام کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ کعبہ مسلمانان عالم کا قبلہ ہے اور بلد الحرام عالم اسلام کا مرکز ہے ہم اس طول البلد کو جو مکہ سے گذرتا ہے اپنا میریڈین قرار دے کر "ام القریٰ میریڈین" کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس میریڈین کو صفر ڈگری قرار دے کر اس کے شرقی وغربی طول البلد کو مثبت ومنفی اصطلاحوں میں بیان کریں تو ام القریٰ سے ان اوقات کے تفاوت کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ ام القریٰ سے ۱۸۰ ڈگری دور طول البلد پر مکہ سے بارہ گھنٹہ کا فرق ہوگا۔ یعنی مکہ میں آفتاب سمت الراس پر آجائے تو ۱۸۰ ڈگری طول البلد پر نیم شبی کا عمل ہوگا۔ اور اسی طرح جب یہاں آفتاب غروب ہوگا تو وہاں طلوع ہوگا۔ یہ خط موجودہ ڈیٹ لائن سے چالیس ڈگری مشرقی جانب ہٹ کر اس سرحد سے جا لگے گا، جو الاسکا اور کینیڈا کے مابین خطِ فاصل ہے۔ لیکن طولِ بلد کا یہ خط ۱۸۰ ڈگری قمری تقویم میں اپنی اہمیت کھو بیٹھے گا۔ نہ اب یہاں سے یوم شروع ہوگا نہ تاریخ۔

ام القریٰ میریڈین کو صفر طول البلد قرار دے کر مکہ کے مشرق ومغرب کے ممالک کے ایام واوقات کا اگر ہم صحیح اندازہ کرنا چاہیں تو محض طول البلد کی ڈگریوں کی مدد سے ان مقامات کے اور ام القریٰ کے مابین وقت کا تفاوت بیک نظر معلوم کر سکتے ہیں۔ فقہ اسلامی کے نقطۂ نظر سے مسائل کو عام فہم بنانا اور عامۃ المسلمین کی دسترس تک پہنچانا بھی ایک اہم تبلیغی ودینی خدمت ہے۔ یہ مقصد "ام القریٰ میریڈین" کی ایجاد سے پورا ہو جائے گا۔

علمی مباحث وتحقیق کے بعد، فلکیات وجغرافیہ کے ماہرین اپنی متفقہ رائے سے "ام القریٰ معیاری وقت" کا فنی اعتبار سے ایک صحیح اور مسلمہ نقشہ علمائے ملت کو پیش کر سکیں تو عالم اسلام کو یہ ان کی ایک بڑی دین (Contrebution) ہوگی۔ بین ممالک مسائل پر غور وفکر کے لیے سلجھے ہوئے نقشوں کی شدید ضرورت ہے۔ فی الحال زیر نظر

موضوع کی توضیح و تفہیم میں ہم کو ایک ایسے نقشہ کے حوالے سے اپنی بحث و تحقیق جاری رکھنے میں بڑی مدد مل رہی ہے۔"ام القریٰ معیاری وقت' کا منسلکہ نقشہ ہماری ایک طالب علمانہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّى لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝ (الکہف: ۲۴)

یوم کا اسلامی تصور

گرینوچ معیاری وقت (G.M.T.) کے اعتبار سے یوم کا آغاز بین الاقوامی خطِ تاریخ موجودہ ۱۸۰ ڈگری طول البلد پر رات کے بارہ بجے ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر سال گریگورین کیلنڈر کے سال نو کا اعلان پہلی جنوری کو رات کے بارہ بجے ہی ہوتا ہے اور یہی گویا عیسوی سال کا "نوروز" ہوتا ہے۔

عیسوی کیلنڈر شمسی تقویم ہے۔ لیکن اسلامی کیلنڈر قمری تقویم ہے۔ اسلامی یوم کا آغاز غروب آفتاب سے ہوتا ہے۔ اس امر کی وضاحت کے لیے ماہِ رمضان اس کی بہترین شہادت پیش کرتا ہے۔ رمضان کا چاند افق پر ظاہر ہوتے ہی رویت ہلال کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اسی شب کی نماز عشاء کے بعد سے تراویح کی صف بندیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ نماز ماہ رمضان ہی سے مختص ہے اور رمضان کے تمام "ایام معدودات" میں یہ کسی نہ کسی انداز میں جاری رہتی ہے۔ جب ہلال عید نظر آجاتا ہے تو گویا یوم شوال کا آغاز ہو جاتا ہے اور اس ماہ کی رویت ہلال کے اعلان کے ساتھ ہی تراویح کی صف بندیاں بھی ختم ہو جاتی ہیں جو شہادت ہے اس امر کی کہ شوال کا دن اور مہینہ شروع ہو چکا اور رمضان کے "ایام معدودات" ختم ہو چکے۔ ہماری عبادات کا اس طرح آغاز و اختتام دلیل ہے اس امر کی کہ اسلامی نقطۂ نظر سے یوم کا آغاز غروب آفتاب سے ہوتا ہے اور اس روز کے اختتام کی ساعت بھی دوسرے دن کا وقتِ غروب ہے۔

قرآنی اصطلاح میں اس تصور یوم کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ رمضان کے "ایام معدودات" ماہ صیام کی رویت ہلال سے ماہ شوال کی رویت ہلال تک تمام ایام پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان ایام میں "لیلۃ القدر" اور حج کے ایام معدودات میں مزدلفہ کی رات بھی ہے جو شعائر اللہ میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے اسلامی یوم کا تصور، مشتمل ہوگا رات اور اسی سے متصل اگلے دن پر۔ اور یوں لیل و نہار کا ۲۴ گھنٹوں کا مجموعہ "یوم" کہلائے گا۔ اسی

تعریف کے ساتھ ہم اپنی اگلی بحث میں "یوم" کی اصطلاح استعمال کریں گے۔ یوم کے اس تصور میں اور مغربی تصور میں کچھ میل نہیں ہے۔

بہر حال مغربی اور اسلامی تصورات اور ان کے اقدار و اعیار میں اتنا غیر معمولی فرق ہے کہ ان کے مابین سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا موضوع بحث ایک خالص دینی مسئلہ ہے۔ ہم کو شروع سے آخر تک شرعی فریم ورک ہی میں رہتے ہوئے اپنے سارے مباحث جاری رکھنے ہوں گے۔ یہی اس مسئلہ کا صحیح سائنٹفک اپروچ ہے۔ لہٰذا دینی نقطہ نظر سے مسلمانوں کو اپنے تصورات اور قوانین و ضوابط بالکل خالص دینی بنیادوں پر عصری انداز میں مدون کرنا پڑیں گے۔ ایک عالمی قمری تقویم بھی زمانہ کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ صدیوں کے جمود و سکوت کے بعد مسلم ماہرین فلکیات کی فکر اس سلسلہ میں متحرک ہو چکی ہے۔ بین الاقوامی مذاکرات کی خوش آئند روئیداد سے مسلمانوں کی رجائیت کو تقویت حاصل ہو رہی ہے اور دنیائے اسلام اس سلسلہ میں پرامید ہے کہ مستقبل قریب میں ہجری کیلنڈر کی تقویم جدید، رویت ہلال کے نئے اصول اور مطلع کے تعین سے متعلق عصری انداز پر یہ تحقیقاتی کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں گے۔ حیدرآباد میں بھی اس سلسلہ میں مسلسل ورک شاپ جاری ہے جس میں فلکیات، جغرافیہ، طبعیات اور ریاضی کے پروفیسرز حصہ لے رہے ہیں۔ راقم کو ان سائنس دانوں کے مشوروں سے بڑا حوصلہ مل رہا ہے۔

مکہ میں دورانِ عید کے وقت سے توافق و تطابق کا مسئلہ

نمازِ عید کا وقت کسی مخصوص ساعت کا نام نہیں ہے۔ یہ عبارت ہے اس "دورانِ وقت" سے جو اشراق سے زوال آفتاب تک پھیلا ہوا ہے۔ عام اندازہ کے حساب سے وقت کا یہ دوران چھ گھنٹے طویل ہے۔ اس دوران کسی وقت بھی نمازِ عید ادا کی جا سکتی ہے۔

ہمارا موضوع زیر بحث مکہ کی نمازِ عید سے توافق پیدا کرنا ہے۔ اس نماز کا دورانِ وقت ہمارے دائرۂ تحقیق کا بنیادی عنصر ہوگا۔

اُم القریٰ میریڈین کو مرکزی طول بلد قرار دے کر اس صفر خط کے مشرقی و مغربی جہات کا جائزہ لیں تو ہمیں اس امر کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو سکے گا کہ ان میں سے کتنے ممالک کو یوم النحر کی متابعت میں عید منانا نصیب ہوگا اور کتنے ایسے ممالک ہوں گے جو ام القریٰ سے بُعد مسافت کی وجہ سے اس دائرۂ وقت کو پانے سے محروم رہ جائیں گے۔ مشرق بعید اور

مغرب بعید کے ممالک اور مرکز کے مابین جو تفاوت اوقات ہے اس کا صحیح اندازہ ام القریٰ میریڈین کے منسلکہ نقشہ پر ایک نظر ڈالنے سے بآسانی ہو جائے گا۔

اگر ہم نماز عید کے وقفہ کو چھ گھنٹے مان کر مکہ کے مثبت سمت نظر ڈالیں تو آسٹریلوی براعظم کا غربی نصف علاقہ کوریا اور جاپان کا مغربی حصہ بھی آجائے گا۔ ٹوکیو اس دائرہ کے کچھ ہی باہر رہے گا جبکہ پانچ گھنٹے کے دائرہ میں آسٹریلیا کا مغربی شہر پرتھ، بورنیو کا الصباح، منیلا، تائیوان، ویٹنام اور چین کے شنگھائی بیجنگ اور منگولیہ کا پایۂ تخت الن باٹر سبھی آجائیں گے اور یہاں اطمینان سے گیارہ بجے تک عید گاہوں میں نماز پڑھی جا سکے گی۔

مشرق بعید کے دور دراز علاقوں میں ٹوکیو کو کچھ آخری منٹ مل جائیں تو زوال آفتاب سے کچھ پہلے وہ نماز ادا کر سکیں گے لیکن آسٹریلیا کے تسمانیہ کینبرا، سڈنی، نیوزی لینڈ کے ولنگٹن اور روس کے کام چاٹکا میں زوال آفتاب کے بعد ہی مکہ میں سویرا ہوگا اور انھیں ام القریٰ کے دوران عید کا وقت ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس اعتبار سے انھیں دوسرے دن ہی عید کرنا پڑے گی۔ اس طرح ٹوکیو اور ام القریٰ کے مابین تمام ممالک کے مسلمانوں کو یوم النحر کو عید اضحیٰ منانے کا موقع بآسانی مل جائے گا۔

ام القریٰ کے مغربی سمت یوریشیا اور افریقی براعظم کے تمام ہی ممالک مکہ سے چار گھنٹہ کے دائرہ کے اندر ہی ہیں۔ منفی سمت کے ان تمام ممالک میں طلوع آفتاب کا وقت ام القریٰ کے بعد ہی آتا جائے گا۔ یوم النحر کے اشراق کی ابتدائی ساعتوں میں جب مکہ میں نماز عید کی صف بندیاں ہو رہی ہوں گی تو اس وقت سینگال، رباط، میڈرڈ، پیرس، لندن اور رک جاوک کے لوگ رات کے آغوش میں ابھی محو خواب ہی ہوں گے اور ٹریپولی، یوگوسلاویہ اور پولنڈ کے لوگ تہجد پڑھ کر فجر کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ جب ان ممالک میں اشراق کا وقت آجائے گا تو اس وقت مکہ میں نو دس بجے ہوں گے۔ ان ممالک کے مسلمانوں کو اتنا کافی وقت مل جائے گا کہ وہ یوم النحر ہی میں اطمینان و سکون سے عید کی نماز ادا کر سکیں گے۔

ہمارے موضوع کی حد تک جغرافی اعتبار سے متذکرہ بالا ممالک مغرب ادنیٰ کے ممالک متصور ہوں گے جبکہ مغرب اقصیٰ کے زمرہ میں شمالی وجنوبی امریکہ کے براعظم ہوں گے۔

یورپ اور افروشیا کے براعظموں اور نئی دنیا کے مابین بحراوقیانوس حائل ہے۔ ام القریٰ میں زوال آفتاب کا وقت شروع ہونے سے پہلے ہی برازیل کے مشرقی حصہ میں

سورج طلوع ہو جائے گا۔ سلواڈور اور ریو ڈی جنیرو کے مسلم باشندوں کو یوم النحر ہی میں عید منانے کا موقع مل جائے گا۔ بیونس ایرس میں طلوع آفتاب سے پہلے ہی ام القریٰ میں زوال آفتاب ہو جائے گا اور نتیجۃً اس شہر کے لوگوں اور امریکہ کے دیگر بڑے شہروں کے مسلمانوں کو دوسرے دن ہی عید منانا پڑے گی۔ اس نئے دنیا کے تقریباً سبھی علاقہ کو مکہ میں "دوران عید کا وقت" تو نہیں ملے گا لیکن "النحر" کا پورا دن ملے گا۔ یہ پورے دن سے توافق کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ فقہی نقطہ نظر سے ذرا کی ذرا اس پر بھی غور کر لینا ضروری ہے۔

کیا دور دراز ممالک کے مسلمان یوم النحر کے پورے دن سے توافق و تطابق اوقات کا عمل کر کے عید اضحیٰ منا سکتے ہیں؟

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فقہا کی توجہ اس امر پر بھی مبذول کرانی ہے کہ جب مسئلہ حج کے ایام معدودات" کی متابعت کا ہے تو ہم "یوم النحر" کے پورے دن کو یعنی طلوع سے غروب تک تک معیار اتباع کیوں نہیں بنا سکتے کہ جس کی بدولت سارے عالم کے مسلمان اسی پُر عظمت دن میں عید اضحیٰ منانے کے موقف میں رہیں گے۔ مشرق بعید میں کام چاٹکا سے نیوزی لینڈ کے ولنگٹن تک اور مغرب بعید کے سیان فرانسسکو اور لاس انجلیز تک سبھی لوگ "ایام معدودات" کی متابعت و مطابقت میں اسی دن عید منانے کی سعادت حاصل کر سکیں گے جس دن ام القریٰ کے لوگ منائیں گے۔ یہ مسئلہ فقہا اور مجتہدین کو دعوت فکر دے رہا ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی قطعی جواب ہونا چاہئے۔

مکہ میں نماز عید ادا ہونے سے پہلے دیگر ممالک میں نماز عید پڑھ لی جائے تو کیا اس میں کوئی امر مانع ہے؟

جب موضوع ہی مرکز اسلام کی متابعت کا ہے تو یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دیگر ممالک کے لوگ جو "یوم النحر" ہی میں عید منا رہے ہیں کیا وہ مکہ میں نماز عید ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے ملک میں عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اگر وقت میں کافی گنجائش ہونے کے باوجود وہ ایسا کر گزریں تو کیا ہوگا اور تنگی وقت کے باعث انھیں مجبوراً ایسا کرنا پڑے تو کیا فتویٰ ہوگا؟ چونکہ یہ مسائل عبادات میں تذبذب و تشکیک کا باعث بن جاتے ہیں اس لیے ہم اپنے اس استفسار کو دو ایک مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کھل کر نظروں کے سامنے آجائے مشرقی ممالک کے تمام ہی مسلمانوں کو عرفہ کے دن ہی اس بات کا قطعی علم ہو جاتا ہے کہ اب

اگلا دن جو طلوع ہو گا وہ عید اضحیٰ کا دن ہو گا۔

یہ دن جکارتا، کوالالمپور اور سنگاپور میں جس وقت طلوع ہو گا مکہ والے اس وقت محوِ خواب ہوں گے اور وہاں ابھی تہجد کا وقت بھی شروع نہیں ہوا ہو گا۔ اسی طرح حیدرآباد دکن اور دلی میں جب سویرا ہو گا تو مکہ میں وہ وقت تہجد کا ہو گا۔ یہ لوگ کچھ گھنٹے توقف کر کے مکہ کی نمازِ عید کے بعد بھی اپنی اپنی عیدگاہوں کو جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ زحمتِ انتظار سے گریز کرتے ہوئے اشراق کے بعد کی اولین ساعتوں ہی میں نمازِ عید ادا کر ڈالیں تو کیسا ہو گا؟ دوسری صورت یہ ہے پرتھ اور الصباح یا تائیوان اور شنگھائی والوں کو یہ اندیشہ ہو کہ ام القریٰ میں اشراق کا وقت آنے تک کہیں ان کے ہاں آفتاب کو زوال نہ آجائے تو یہ لوگ احتیاطاً مکہ سے پہلے ہی نمازِ عید ادا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے ورنہ زوالِ آفتاب کی صورت میں اس دن کی نمازِ عید ہی ضائع جانے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

مشرقی ممالک کے تمام باشندوں نے ام القریٰ کی رویت کو مستند اور مرکزی مان کر جب الٰہی مقدس ایام سے اپنے اپنے ملک کے ایام و اوقات میں توافق پیدا کر لیا ہے تو کیا انھیں امّ القریٰ کے اوقات کے بھی تابع رہنا پڑے گا یا اس سلسلہ میں وہ آزاد ہیں؟ ان مسائل پر سیر حاصل بحث ہونی چاہیئے اور غور و فکر کے بعد علماء کو کسی قطعی نتیجہ پر پہنچنا چاہیئے تا کہ عامۃ المسلمین کو ان احکام کی اتباع میں آسانی ہو اور ان کے فکر و عمل میں کسی اختلاف یا تذبذب کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ کیا اوقات اور اتباع کے ان مسائل میں وجوب و استحباب اور رخصت و اختیار کے مسائل پیدا ہوتے ہیں یا سرے سے کوئی مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوتا؟ ان مسائل کا تصفیہ بالآخر علماء ہی کو کرنا ہو گا۔ اگر حج اور ایامِ حج اور نمازِ عید کے مسائل پر جدید زاویۂ نگاہ سے نظر ڈالی جا رہی ہے تو پھر اس کے ایک ایک پہلو پر از سرِ نو غور و فکر کر کے ان موضوعات سے متعلق نئے فقہی احکام مرتب و مدون کرنے ہوں گے۔ یہ میدان علمائے دین اور فقہائے کرام ہی کا ہے۔

فقہی زاویۂ نگاہ سے موضوع سے متعلقہ مباحث کا ایک مختصر جائزہ

موضوعِ زیرِ بحث فی الحقیقت ایک فقہی مسئلہ ہے۔ اس سے متعلقہ مباحث جدید علوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان جدید علوم میں علم الفلکیات و جغرافیہ بھی ہیں اور طبعیات و ریاضی

بھی پھر ان علوم کے نظریاتی مباحث کے ساتھ عصری میکانیت کے انتہائی ترقی یافتہ آلات وظروف بھی ہیں جو تصورات کی صورت گری میں ناگزیر عنصر کی اہمیت کے حامل ہیں۔ عہد حاضر کی میکانی دنیا میں جو محیر العقول اختراعات وایجادات ہو رہی ہیں اور ان کے اثرات سے ذرائع حمل ونقل اور وسائل رسل ورسائل میں جو انقلابی تغیرات رونما ہو چکے ہیں ان میں واقعۃً زمان و مکان کے ہمارے قدیم تصورات میں بہت بڑی تبدیلی آچکی ہے۔ ان جدید تغیرات سے ہمارے قدیم فقہی احکام ومسائل بھی متاثر ہو رہے ہیں اور ان پر غور وفکر کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ یوں بھی ہمارے فقہی احکام زمان ومکان کے اسباب وعلل پر مبنی ہوتے ہیں اور جب ان میں تغیرات واقع ہوں تو ان سے متعلقہ احکام میں بھی تغیرات رونما ہوتے ہیں۔ چنانچہ "مجلہ عدلیہ عثمانیہ" میں جو دراصل مرقع ہے اسلامی قانون کی تدوین جدید کا اور جو نتیجہ ہے اس مہم کا جو (۱۹) ویں صدی کے نصف آخر میں دولت عثمانیہ ترکیہ میں چلائی گئی تھی۔ اس اصول کو دفعہ (۳۹) میں ان الفاظ میں درج کیا گیا ہے۔

لا ینکر تغیّر الاحکام بتغیر الزمان۔	اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ زمانہ کے تغیرات سے احکام میں بھی تغیرات رونما ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر صبحی محمصانی نے ذرا سے اضافہ کے ساتھ اس اصول کو یوں بیان کیا ہے۔

لا ینکر تغیّر الاحکام بتغیر الزمان وبتغیّر الامکنۃ والاحوال

موجودہ دور کے میکانکی انقلاب کے پیش نظر راقم کو اس جملہ میں "بتغیر الظروف" کا اضافہ بھی ضروری نظر آرہا ہے۔

فقہ اسلامی کا یہ بنیادی اصول ابتدا ہی سے اسلامی قانون کی ترقی وتوسیع کا ذریعہ بنا رہا۔ فقہ اسلامی کا چودہ سو سالہ ارتقاء درحقیقت اسی اصول کا رہین منت ہے اور اسی کا آئینہ دار بھی ہے۔ سچ پوچھئے تو اسلامی نظام حیات کی دائمیت کا ضامن بھی یہی اصول ہے۔ اسلام کا منشا یہی ہے کہ زمانہ کی رَو کو اسلامی مزاج کے ہم آہنگ رکھا جائے اور تہذیب وتمدن کے ارتقاء کو ملت اسلامیہ کی ترقی کے لیے سازگار بنائے رکھا جائے تاکہ وہ امت وَسَط کی حیثیت سے حالات کی مساعدت سے استفادہ کرتے ہوئے دنیا میں خیر الامم کا رول ادا کر سکے۔

ہمارا موضوع تحقیق ایام حج کے منصوص احکام کا تعمیلی پہلو ہے ۔ یہ عمل محدود دائرہ میں اب بھی رائج ہے اور ابتدائے اسلام سے چلا آرہا ہے ۔ اس کا نفس موضوع اس عمل یا اتباع کے دائرے کو وسعت دینا اور ممکن ہو تو عالم گیر بنانا ہے ۔ وہ اس طرح کہ حج کی عبادات کو قرآن نے جن "ایام معدودۃ" میں محدود و مقید کر دیا ہے انہی ایام کی تاریخ کی متابعت و موافقت میں سارے عالم کے مسلمان عید اور ایام تشریق کے دن منائیں ۔

قرآن نے "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ" کے حکم کو ایک رہنما اصول کے طور پر بیان کر دیا ہے ۔ دوسری جگہ "ایام معلومات" کہہ کر اس کی مزید تاکید کر دی ہے ۔ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ (۲: ۱۹۸) کے حکم میں جہاں مناسک حج اور عید الضحیٰ کی عبادات کو اسوۃ النبیؐ کے تابع رکھا گیا ہے وہیں تواریخ و اوقات سے متعلق انہی "ایام معدودات" کی متابعت و مطابقت کا مفہوم متبادر ہوتا ہے ۔ یہ تلقین، دستور کے رہنما اصول کی طرح ایک مطلق تلقین ہے ۔ جب بھی اور جہاں بھی مسلمانان عالم کو ان ایام کی متابعت میں عید کی عبادات جاری رکھنے کی مصدقہ اطلاعات اور سہولتیں حاصل ہو جائیں تو ان پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ مقامی تاریخوں سے صرف نظر کر کے ام القریٰ کے "ایام معدودات" کو ترجیح دیں اور انہی ایام کی متابعت و مطابقت میں اپنے واجبات کی تکمیل کریں ۔ ہماری ایسی عبادات كما هدٰكم کے عین موافق ہوں گی ۔ قرآنی آیات اپنی بلاغت میں زمان و مکان کے وسعت پذیر آفاق کو سموئے ہوئے ہیں ۔ تقویٰ کا اقتضا یہی ہے کہ جب بھی ملت اسلامیہ ان وسعتوں کو مسخر کرنے میں کامیاب ہو جائے اور بدلتے ہوئے حالات پر اس کی گرفت مضبوط ہو جائے تو وہ اس نئے ماحول میں اپنے آپ کو ڈھال لے اور قرآنی ہدایات کے تابع رہنے کی کوشش کرے ۔

"ایام معدودات" کی عظمت و حرمت اپنی جگہ مسلم ہے ۔ قرآن نے ان ایام کی تقدیس کو مطلق رکھا ہے ۔ ان کو شرائط و قیود سے مقید نہیں کیا اور ان میں کوئی ڈھیل بھی نہیں پیدا کی گئی ۔ دوسرے فرائض کے احکام میں قرآن کا بیان کافی لچکدار ہے ۔ جہاں اس نے فرائض کے احکام دیے وہیں اس کے تعمیلی پہلو میں رخصتیں بھی رکھ دیں ۔ زکوٰۃ کو نصاب پر موقوف رکھا ۔ حج کی فرضیت میں مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (۳: ۹۷) کی چھوٹ دے دی ۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الخ (۲: ۱۸۳) کا اعلان کیا تو بڈھوں اور دائم المریضوں کے لیے فدیہ رکھ دیا اور معمولی بیماریوں کے مریضوں اور مسافروں کے لیے قضا کی گنجائش رکھ دی ۔ جہاد

کی آزمائشوں سے ضعیفوں، بچوں اور عورتوں کو مستثنیٰ رکھا اور اسی طرح رمضان کے ایام معدودات کو روزوں کے لیے مختص کر دیا تو ماہِ صیام کے روزوں کو دوسرے ایام میں قضا کرنے کی گنجائش بھی رکھ دی۔ (البقرہ ۲: ۱۸۴) لیکن حج کے "ایام معدودات" میں ایسی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی کہ ان ایام کے دائرہ سے ہٹ کر بھی حج کیا جاسکتا ہو۔ جہاں مناسک حج کو اس دائرہ ایام میں مقید کر دیا وہیں ان کی متابعت میں ہونے والی عید کی عبادات کو بھی انہی ایام میں محصور کر دیا گیا ہے۔ ان عبادات کو مقررہ "ایّام معدودات" سے ہٹ کر دوسرے ایام میں ادا کرنے کی کوئی رخصت فراہم نہیں کی گئی۔ البتہ قیام منیٰ میں کچھ چھوٹ دے دی گئی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (البقرہ: ۲۰۳)

لیکن "ایّام معدودات" میں ایسی کسی ڈھیل کا اشارہ بھی نظر نہیں آتا۔ البتہ زمانی و مکانی حالات کی بنا پر ان ایام کی متابعت ممکن نہ ہو تو پھر قرآن ہی کے نظریہ سہولت کی بنا پر رخصتیں نکالی جاسکتی ہیں۔ غالب گمان یہی ہے کہ فقہائے سلف نے يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ: ۱۸۵) پر مبنی فقہ کے اصول تیسیر کی روشنی میں دور دراز ممالک کے مسلمانوں کو اس عہد کے حالات کے پیش نظر یہ فقہی حکم دے دیا ہوگا کہ وہ ام القریٰ کی رویت اور ایّام معدودات سے لاعلمی کی بنا پر مقامی رویت کے حساب سے ذوالحجہ کی ۱۰ تاریخ کو عید منا لیا کریں اور اسی اعتبار سے ایّام تشریق کا تعین بھی کرلیں۔ اس زمانہ میں اس کے سوا کوئی متبادل صورت تھی ہی نہیں اور ان حالات کے اعتبار سے یہ اجتہاد درست ہی تھا۔ استصحاب الحال کی رو سے یہ حکم اس وقت تک درست ہی رہے گا جب تک کہ اس کے خلاف تبدیل شدہ حالات کا مکمل ثبوت فراہم نہ ہو جائے۔ مگر فقہی اعتبار سے یہ بات بھی درست ہے کہ کسی قدیم فقہی حکم کے خلاف زمانہ کے تغیرات اور حالات میں تبدیلی کی شہادتیں ثابت ہو جائیں تو وہ حکم منسوخ متصور ہوتا ہے اور اس قانون کی تدوین جدید کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔ موضوع زیر بحث بھی کچھ ایسے ہی مرحلہ میں پہنچ چکا ہے۔ مگر اس مسئلہ میں صورت حالات ایسی ہے کہ یہاں کسی نئے قانون کی تدوین کی ضرورت نہیں ہے صرف قدیم و اصلی قانون کی طرف لوٹ آنا ہے۔ یعنی ساری دنیا کے مسلمان ان ہی احکام پر عمل پیرا ہو جائیں جن پر سرزمین عرب اور اس کے ہم مطلع ممالک کے مسلم باشندے عمل پیرا ہیں۔

دائرۂ اوقات سے متعلق دنیا کے نقشے خود گویا ہیں کہ دور دراز ممالک کے لوگ بھی ام القریٰ کے اوقات سے تطابق پیدا کر کے عید اضحیٰ کی نماز اسی مناسبت سے پڑھ سکتے ہیں جیسے کہ عربستان کے غیر حجاج پڑھتے ہیں۔ اوقات کے اڈجسٹ منٹ کا مسئلہ اتنا کٹھن نہیں جیسا کہ خود ہم نے اس مطالعہ سے پہلے سمجھ رکھا تھا۔ منسلکہ نقشہ جات اس سلسلہ میں خود گویا بھی ہیں اور رہنما بھی۔ ام القریٰ میریڈین کی ایجاد سے ام القریٰ اور دنیا کے دیگر ممالک کے مابین تفاوت وقت معلوم کرنے کا مسئلہ بہت عام فہم اور آسان ہوگیا ہے۔ ہمارے بین الاقوامی یا بین الممالک مسائل پر غور و فکر کے لیے ماہرین جغرافیہ کی طرف سے صحت مند (acurate) نقشوں کی تیاری دین کی اور ثقافت اسلامیہ کی ایک اہم خدمت ہوگی۔ اسی طرح رویت ہلال اور قمری تقویم کی تعمیر جدید کے سلسلہ میں ماہرین فلکیات کی پیشکش اجتہاد سے کم اہمیت کی خدمات نہ ہوں گی۔ سائنس کے ان علماء کی فکری و تعمیری خدمات فی الحقیقت اجتہاد کے لیے زمین ہموار کرتی ہیں۔

زیر نظر مسئلہ راست یا بالواسطہ طور پر سائنس کے انہی علوم سے وابستہ ہے۔ علوم فلکیات و جغرافیہ کے نئے انکشافات ہمارے سامنے ہیں۔ اسی طرح طبعیات و ریاضی کے ترقی یافتہ نظریات بھی اس مسئلہ کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔ ان علوم کے نظریات کے علاوہ ٹکنالوجی کی محیر العقول جدید ترقیات، اپنے سارے آلات وظروف کے ساتھ ہماری تمدنی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ہماری نظروں کے سامنے ہیں اور دوسری طرف شریعت کے واضح اور مضبوط احکام پہلے ہی سے ہمارے علماء کے پاس محفوظ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے ان جدید علوم و فنون کے سائنس داں اور ماہرین نفس مضمون سے متعلق تمام مواد فراہم کر کے علماء کے سامنے اس کو ترتیب سے پیش کردیں اور مسئلہ پر غور و فکر کے وقت اس کی ضروری تفہیم بھی کردیں۔ اس طرح قدیم و جدید علوم کے ماہرین کی باہمی مشاورت اور تفحص و تحقیق سے دین کے مختلف مسائل حل ہوسکتے ہیں۔ موضوع زیر بحث کے سلسلہ میں بحمد اللہ ایسی مشاورتیں مسلسل جاری ہیں اور ان کا اثر اور ان کے نتائج بہت حوصلہ افزا ہیں۔

جدید میکانی ترقیات میں وسائل رسل و رسائل کی ترقی کا ہمارے موضوع سے راست تعلق ہے۔ آج ہماری تمدنی زندگی میں ریڈیو اور ٹیلیویژن گھر گھر ہوگئے ہیں۔ یہ ذرائع

ابلاغ اب لوگوں کا طرز زندگی بن گئے ہیں۔ لوگ ان جدید اشیا کو ایسے اپنا رہے ہیں جیسے وہ قدیم سے ان کو برتنے کے عادی تھے۔ لوگوں کو ان کی نشریات پر بھروسہ ہو چلا ہے اور وہ ان پر کامل اعتماد کرنے لگے ہیں جب وہ ریڈیو کی راست نشریات سے عرفات کی دعاؤں اور منیٰ میں ہونے والی تلبیہ و تسبیح کی آوازوں کو سنتے اور اپنے ٹیلیویژن سیٹ پر لائیو ٹیلی کاسٹ کے ذریعہ حج کے گذرتے ہوئے واقعات دیکھتے ہیں تو انھیں یقین کامل ہو جاتا ہے کہ ام القریٰ میں حج کے "ایام معدودات" شروع ہو چکے ہیں اور حجاج کرام مناسک حج ادا کرنے میں مصروف ہیں اور یوم النحر کو مکہ مدینہ میں عید اضحیٰ منائی جا رہی ہے۔ ان مناظر اور نشریات کا مسلمانوں کے قلوب پر بڑا اضطراب انگیز اور ولولہ خیز اثر پیدا ہوتا ہے وہ ایسا محسوس کرنے لگتے ہیں کہ گویا وہ بعینہٖ ان واقعات کو دیکھ رہے ہیں۔

یہ بات عالم اسلام کے لیے یقیناً بڑی طمانیت بخش ہے کہ علم الفلکیات کے بعض ماہرین پوری یکسوئی کے ساتھ رویت ہلال کے مسائل اور قمری کیلنڈر کی تقویم جدید کی تحقیقات میں لگے ہوئے ہیں۔ البیرونی کے بعد سے جو جمود پیدا ہو گیا تھا وہ ہزار سالہ جمود ان باہمت اسٹرانامرز کی کاوشوں سے ٹوٹ جائے گا۔ ان کے نتائج فکر فقہ اسلامی کے لیے ایک بڑی دین ثابت ہوں گے۔

ہمیں اس وقت بڑا حوصلہ ملا جب ماہرین اسٹرانمی وجغرافیہ نے ام القریٰ میریڈین کے سلسلہ میں ہماری طالب علمانہ کوششوں کی توثیق کر دی۔ ام القریٰ معیاری وقت کے نقشہ پر ایک نظر ڈالتے ہی دنیا کے مختلف ممالک اور مکہ کے مابین اوقات کا جو تفاوت ہے وہ بہ یک نظر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ہم قارئین کرام کی توجہ ایک بار پھر اس طمانیت بخش امر کی طرف منعطف کرائیں گے کہ "مکہ کے دوران عید کے وقت کو بھی اگر ہم یوم النحر کی متابعت کے لیے اپنا فقہی معیار بنالیں تو تب بھی ٹوکیو سے لاطینی امریکہ کے ریوڈی جنیرو کے مابین افریقہ یورپ اور ایشیا کے براعظموں میں بسنے والے تمام ہی مسلمانوں کو مکہ کی نماز عید کی اتباع میں عید اضحیٰ منانا نصیب ہو جائے گا۔ مسلمانوں کی قدیم و کثیر آبادی انہی براعظموں میں بستی ہے اور ان ہی اراضی پر تمام ہی مسلم مملکتیں قائم ہیں۔ قرآنی ہدایات کی طرف تمام و کمال لوٹنے کے لیے کیا یہ خوش نصیبی کافی نہیں ہے کہ ام القریٰ معیاری وقت کی بدولت کرہ ارض پر بسنے والے مسلمانوں کی قریباً ننانوے فیصد آبادی "کَمَا هَدٰكُمْ" پر سختی سے عمل پیرا ہو کر

"ایام معدودات" کے دائرہ میں رہتے ہوئے عید اضحیٰ کی ساری عبادات ادا کرنے کے موقف میں آجائے؟ رہے وہ چند لوگ جو تلاش روزگار یا تبلیغی مشن پر نئی دنیا کے ممالک میں جا بسے ہیں، ان کو اور ان نئے براعظموں کے مسلم باشندوں کو اوقات ام القریٰ سے اڈجسٹ کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے ان کو "یوم النحر" میں عید کرنا نصیب نہ ہو لیکن کچھ گھنٹے یا ایک دن بعد کرنے سے ان کی عید کی خوشیاں تو ضائع نہیں جائیں گی۔ ہر قانون میں کچھ استثنائی صورتیں نکل ہی آتی ہیں۔ ایسے ایک دو فیصد افراد کی خاطر ننانوے فیصد لوگوں کو اس سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ آخر جب صلوٰۃ کو کتاباً موقوتاً رکھا گیا تو قطب شمالی وجنوبی کے علاقوں میں بسنے والے مسلمان کہاں رہے۔ لیکن ان کو بھی مسلمان کی طرح جینا ہو تو پھر ان کو صوم وصلوٰۃ دونوں ہی احکام سے سلسلہ میں اڈجسٹ کرنا پڑے گا اور فقہ اسلامی ان کی مدد کو آگے آئے گی۔

اگرچہ کہ "ایام معدودات" کے مسئلہ میں دور اندیش فقہا کو نئی دنیا میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے تعلق خاطر ہے تو اس مسئلہ پر بھی غور کریں کہ بجائے "مکہ کے دوران عید" کو معیار بنانے کے پورے "یوم النحر" ہی کو معیار اتباع قرار دیا جا سکے تو پھر دور دراز سرحدی علاقوں کے مسلمانوں کو بھی اس دن کے ابتدائی یا انتہائی ساعتوں کا کچھ حصہ ضرور مل جائے گا۔ اگر سارے دن کو معیار بنایا جائے تو مشرق میں کام چاٹکا الاسکا اور نیوزی لینڈ کے ولنگٹن سے مغرب کے سیان فرانسسکو اور لاس انجلیز تک سبھی یوم النحر کو پا سکیں گے۔ یہ مسئلہ بالآخر فقہائے کرام ہی کے بصیرت افروز تصفیہ کا محتاج ہے۔

اس مقالہ کی تیاری میں اس بات پر خاص دھیان دیا گیا ہے اور انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا ہے کہ کوئی بات ایسی نہ کہی جائے جو صریح منصوصات کے خلاف ہو یا منشائے شریعت سے متصادم ہو۔ صرف یہی تجویز رکھی گئی ہے کہ عید اضحیٰ کی حد تک ام القریٰ کی رویت کو عالمی اور مرکزی رویت تسلیم کیا جائے اور قرآنی ہدایات کے موافق ایام معدودات کی مطابقت ومتابعت میں سارے عالم میں اس عید کی عبادات منائی جائیں۔ مقامی رویت کی تاریخیں علیٰ حالہ رہیں گی صرف عید کی عبادات ان پر موقوف رکھنے کی بجائے اس عید کی حد تک ام القریٰ کی رویت ہلال کو بنیاد بنایا جائے گا۔ یہ مسئلہ فقہی ہے اور بدلتے ہوئے جغرافی حالات اور میکانی تغیرات پر مبنی ہے۔

یہ مقالہ علوم فلکیات وجغرافیہ اور طبعیات وریاضی کے ماہرین کی خدمت میں ایک

حقیر پیشکش ہے اور علمائے دین کی خدمت دعوت فکر سے زیادہ کچھ نہیں۔

اگر ہمارے سائنٹسٹس ام القریٰ میریڈین کو دنیا کے نقشہ میں مرکزی مقام دے کر دنیا کے مختلف ممالک کے مابین تفاوت اوقات کے فنی اعتبار سے صحیح نقشے تیار کریں اور اسی طرح دائرہ اوقات کے بین الاقوامی چارٹ تیار کر کے مکہ سے دنیا کے اہم مراکز کے مابین اوقات کا ٹھیک ٹھیک تفاوت بھی بتا دیں تو عامۃ المسلمین کو اس تصور کے عملی پہلو سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گی۔

اگر سائنس کے ماہرین، علمائے دین اور مسلم دانشور حضرات ہماری اس پیشکش کو قابل قبول قرار دے کر اس امر پر مجتمع ہو جائیں کہ حالات حاضرہ میں ام القریٰ کے ایام معدودات کا اطلاق سارے اقطاع عالم پر ہوتا ہے اس لیے مسلمانان عالم پر یہ امر واجب ہو گیا ہے کہ وہ عید اضحیٰ کی عبادات کو قرآن کی ہدایات کی روشنی میں انہی حرمت و عظمت کے ایام کی متابعت و مطابقت میں انجام دیں تو ہمیں یقین کامل ہے کہ علماء کے ایسے اجماعی فیصلہ پر ملت اسلامیہ آج بھی اسی طرح قبلہ رو ہو جائے گی جس طرح تحویل کعبہ کے حکم پر فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کا نزول ہوتے ہی قوم حجاز نے کعبہ کی طرف اپنا رخ موڑ لیا تھا۔

اگر ساری دنیا کے مسلمان اس امر پر متفق ہو جائیں تو یورپ و ایشیا اور افریقہ کے کروڑوں مسلمانوں اور اقطاع عالم کے لاکھوں زائرین حج کے ساتھ کم از کم عید اضحیٰ کی حد تک "ایام معدودات" میں ساری ملت اسلامیہ میں وحدت، مرکزیت، یکسانیت اور عمل میں یکسوئی کا ایک خوش گوار اور اثر انگیز مظاہرہ ہو گا۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝

(ام القریٰ میریڈین چارٹس اور نقشے اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

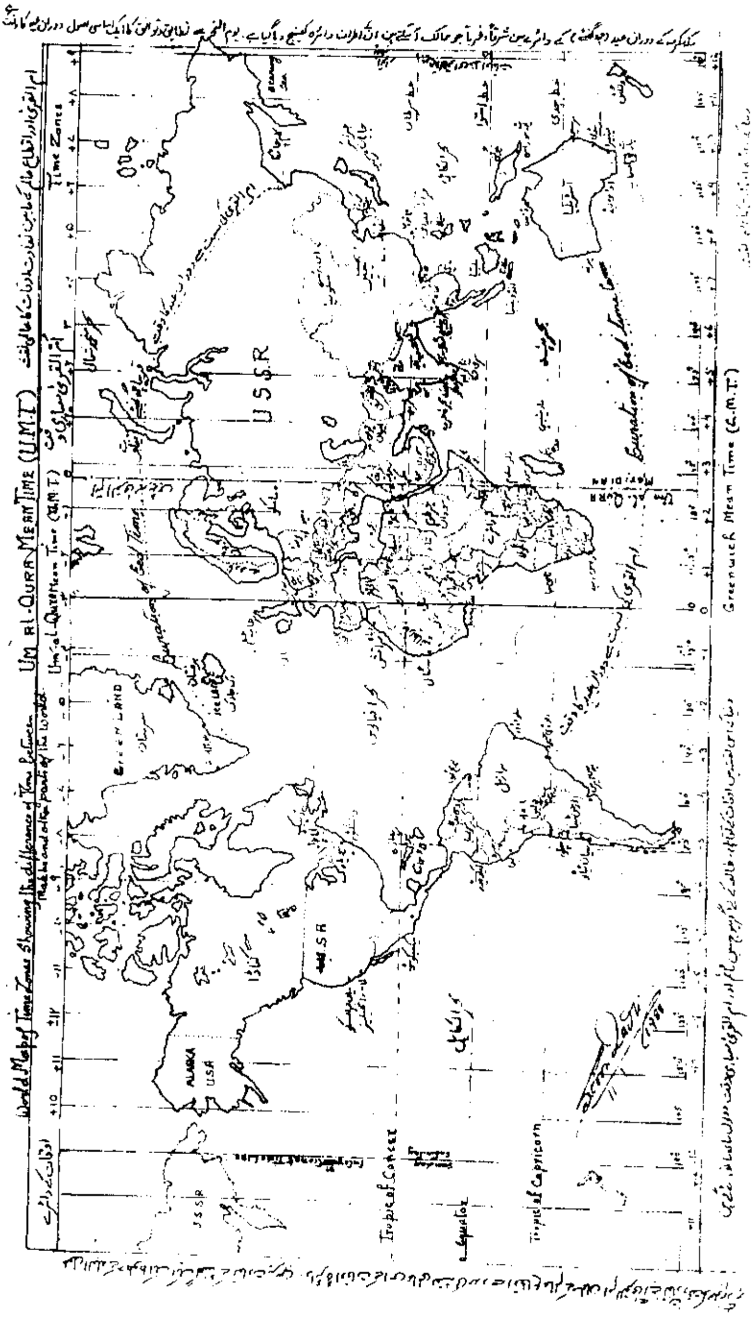
UM AL-QURA MEAN TIME (U.M.T)
Time Zones
Greenwich Mean Time (G.M.T)
U S S R
GREENLAND
ICELAND
ALASKA USA
U.S.A
Tropic of Cancer
Tropic of Capricorn
Equator

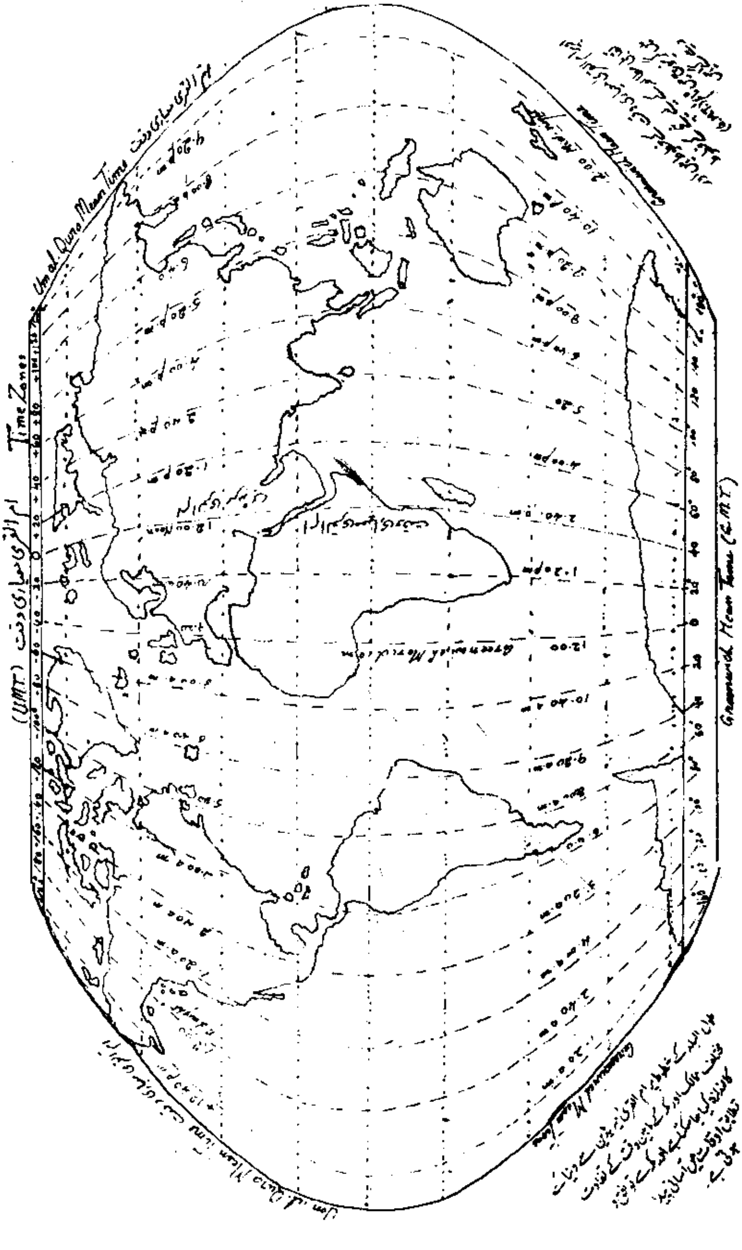
Time Zones
Um al Qura Mean Time
Greenwich Mean Time (G.M.T.)
Greenwich Meridian

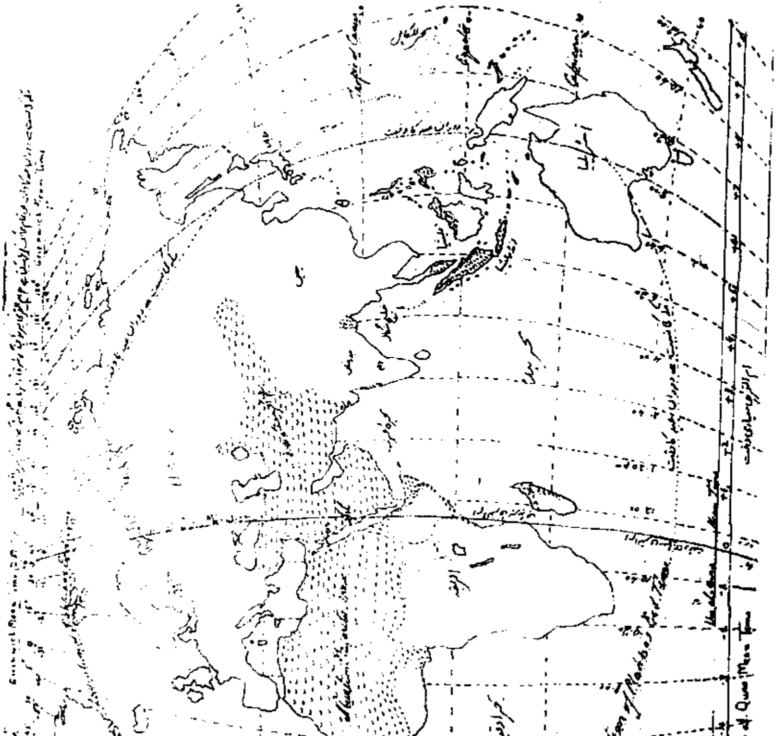
USA

ام القریٰ کے داہنی جانب مثبت سمت کے ممالک اور دوسری طرف بائیں جانب کے منفی سمت کے ممالک ایک ایک گھنٹہ فرق کے حساب سے!

۱۲— ہوائی جزائر ہانولولو۔ اور ممالک متحدہ کا علاقہ الاسکا اور بحر منجمد

۱۱— کیلی فورنیا کے مشہور شہر لاس اینجلیز، سیان فرانسیسکو اور پرنس ریوپرٹ کناڈا کا مغربی علاقہ۔

۱۰— میکسیکو۔ ممالک متحدہ کے وسطی اسٹیٹس، کنیڈا کے وسطی اسٹیٹس۔

۹— مغربی ایکویڈر۔ کولمبیا کا پایہ تخت بگاٹا۔ پنامہ کا شہر کوسٹاریکا۔ ممالک متحدہ کے وسطی اسٹیٹس۔ کنیڈا کا شہر چرچل اور شمال کے برف پوش علاقے۔

۸— چلی، سیانٹیاگو۔ پیرو لیما۔ ایکویڈر۔ کولمبیا۔ مغربی وینوزولا۔ جزائر ویسٹ انڈیز، جائکا، کیوبا۔ واشنگٹن، نیویارک۔ کناڈا کے کوبیک، اٹاوا اور مانٹریال۔

۷— فاکلینڈ جزائر۔ ارجنٹنا، بیونس ایرس۔ وسطی برازیل۔ مشرقی بولیویا۔ سریانام۔ فرانسی گیانا۔ مشرقی وینیزولا۔ مشرقی ممالک لدہ کے سواحل اور برفانی جزائر۔

۶— برازیل، ریوڈی جنیرو۔ مغربی گرین لینڈ۔

۵— مغربی آئس لینڈ۔ گرین لینڈ۔

۴— ایوری کرسٹ لائبیریا۔ سینگال۔ مغربی مالی۔ میاریٹانیا۔ مغربی براقس، رباط۔ مغربی ہسپانیہ میڈرڈ جبل الطارق۔ پرتگال۔ آئرستان۔ آئس لینڈ ٹرک جاوک۔ گرین لینڈ ساحل۔

۳— لاگاس۔ نائجر، ماجاکو، نائجیریا، مشرقی مالی، الجیریا، الجزائر، جزیرہ سارڈینیا، فرانس مغربی جرمنی، مشرقی ہسپانیہ، انگلستان، لندن۔

۲— راس امید، انگولا، مغربی زائرے، شاد۔ لیبیا، ٹریپولی، سسلی، اٹلی، روم، یوگوسلاویہ، برلن، پولینڈ، سویڈن، اسٹاک ہوم، فن لینڈ، ہلسنکی۔

۱— جنوب سے شمال کی طرف: جنوبی افریقہ، جوہانسبرگ، بالسوانہ، موزنبیق، زامبیا، مغربی کینیا، مشرقی زائرے، سوڈان، خرطوم، مصر، قاہرہ، فلسطین، شام، لبنان۔ ترکی، انقرہ ماسکو۔

○ ام القریٰ۔ مدینہ منورہ۔ موصل۔ مغربی عراق۔ مشرقی ترکی، مسلم سویٹس۔ جنوب میں جدہ۔

یمن ،حضر موت ۔ عدیس ابابا ،سومالیہ ،کینیا ،نیروبی ،زامبیا ،موزنبیق ۔

۱+ عمان ،متحدہ امارات ،بصرہ ۔ دمام ،نجد ،پاکستان کا ایک قصبہ تربت ۔ ایران کا پایۂ تخت تہران ۔ بحیرہ اخضر کے قدیم مسلم علاقے جو روس کے زیرنگیں ہیں ۔

۲+ کچھ ،کراچی ،اسلام آباد ، لاہور ،کابل ، افغانستان ،مملکت روس ۔

۳+ سری لنکا ،کولمبو ۔ راس کماری ،مدراس ، ٹراونکور ، کالی کٹ ، بنگلور ، بمبئی ،حیدرآباد دلی ، لکھنو ، احمد آباد ، کانپور ، کشمیر ، ہریانہ ، پنجاب ، لیہہ ، چین کا مسلم صوبہ سنکیانگ ۔ روس

۴+ بنگال ، کلکتہ ، بنگلہ دیش ، ڈھاکہ ، بہار اڑیسہ ، پٹنہ ، بھوٹان ، نیپال ، سکم ، آسام چین کا وسطی علاقہ ، مغربی منگولیا ، مملکت روس ۔

۵+ جکارتا اور انڈونیشیا کا مغربی جزیرہ ، ملیشیا ، کوالالمپور ، سنگاپور ، ویٹ نام ، تھائی لینڈ ، کمپوچیا ، برما ، رنگون ، منی پور ، میزورم ، میگھالیہ ، اور ناچل پردیش ، آسام ، چین ، منگولیا ۔

۶+ پرتھ ، انڈونیشیا کا مشرقی جزیرہ جکارتا ، بورنیو الصباح ، ہانگ کانگ ، شنگھائی پیکنگ ، شمالی کوریا کا مغربی علاقہ ، مشرقی چین ، روسی علاقہ ۔

۷+ صحرا آسٹریلیا پورٹ ڈارون ،فلپائن ، تائیوان ، جنوبی و شمالی کوریا ، سیول ۔ ولاڈی واسٹک ، شمالی مشرقی چین ، روس کا برفستانی علاقہ ۔

۸+ تسمانیہ ، ملبورن ، اڈیلیڈ ، شمالی آسٹریلیا ، نیوگنی ، پیاپوا ، جزائر جاپان ، ٹوکیو ، ناگاساکی اور ہیروشیما کے جزائر ۔

۹+ کیانبیرا ، سڈنی ، مشرقی آسٹریلیا کا صوبہ کوئنز لینڈ ، مشرقی نیوگنی ، روسی علاقہ کامچاٹکا

۱۰+ نیوزی لینڈ کا جنوب مغربی جزیرہ ، امریکی علاقہ کا الاسکا ، بحر الکاہل ۔

۱۱+ نیوزی لینڈ شمالی جزیرہ اور اس کا پایۂ تخت ولنگٹن ، فیجی جزائر ۔

۱۲+ الاسکا ،جزائر ہوائی کا ہانولولو ۔